

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عیسائیوں کو دین حق کی تبلیغ اور الوہیت مسیح کے
باطل عقیدہ کا ردّ مسمیٰ

دعوت الحق

مبلغ اسلام مولانا محمد شفیع صاحب
خطیب جامع مسجد عمر ڈسکہ کلاں ضلع سیالکوٹ

ناشر

فیضانِ مدینہ پبلیکیشنز جامع مسجد عمر روڈ کامونکے

دعوت الحق

بسم الله الرحمن الرحيم.

الحمد لله رب العالمين. والصلوة والسلام على سيد المرسلين
وعلى آله واصحابه اجمعين برحمتك يا ارحم الراحمين.
اس پر فتن دور میں گمراہیاں اور تاریکیاں اپنی پوری قوت اور زور سے پھیل
رہی ہیں۔ ہر بدی پورے جو بن پر ہے۔ اور اپنے بنانے والے خالق کو خلقت
بھولتی جا رہی ہے۔ دنیا میں آخری صداقت کا پیغام جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے
ذریعہ آیا۔ اس کا ہر ایک حکم انسان کی بھلائی اور ترقی کا ضامن ہے۔ اور جب
بادیہ نشینوں نے اس حکم پر عمل کیا۔ تو وہ تمام دنیا میں عالم، راہ نما اور با خدا بن
گئے۔ ان احکام میں سے ایک اللہ تعالیٰ کی توحید کا اقرار بھی ہے۔ اور اس توحید کو
تمام ادیان ساویہ میں مرکزی حیثیت ہے۔ اگر انسان خدا تعالیٰ کی وحدانیت اور
یکتائی کا پورا پورا اقرار کر لے۔ تو پھر اس کے پاس وہ بے پناہ دولت ہاتھ آ جاتی
ہے۔ جس کے سبب سے وہ کسی کا اپنے آپ کو محتاج نہیں سمجھتا۔ اور بڑی سے بڑی
قوت سے ٹکرا جانے کو تیار ہو جاتا ہے۔ تاریخ عالم گواہ ہے کہ جب اسلام آیا۔ تو
مسلمان بے سروسامان تھے۔ اور ان کے مقابل روما اور ایران کی سلطنتیں تھیں۔
جو اپنے شان و شکوہ میں اپنا ثانی نہیں رکھتی تھیں۔ مگر مسلمان نے صرف واحد یکتا
کی ذات پر بھروسہ کیا۔ اور اسی کے نام پر اٹھے۔ اور ان عظیم الشان سلطنتوں کو
پارہ پارہ کر دیا۔ جب تک مسلمان نے اس دولت بے پایاں کو ضائع نہیں کیا۔ وہ
ہر میدان میں کامیاب رہا۔ اور اسی طرح حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر
حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک جتنے اللہ تعالیٰ کے نبی آئے سب نے اپنی دعوت میں
اللہ تعالیٰ کی توحید کو مرکزی حیثیت دی۔ اور ہر نبی و رسول علیہم الصلوٰۃ والسلام نے

یہی فرمایا کہ عملی فرو گذاشتوں کو تو معاف کیا جاسکتا ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ کی وحدت
کے منکر اور اس کی ذات و صفات و عبادت میں غیر کو شریک کرنے والا ہرگز ہرگز
قابل معافی نہیں ہو سکتا۔ جیسا کہ آسمانی کتابوں کے مطالعہ سے واضح ہے۔ مگر جتنا
یہ فکر اہم اور ضروری تھا اور اس پر انبیاء علیہم السلام نے جس قدر زیادہ زور دیا اسی
قدر دنیا والوں نے اس سے غفلت برتی۔ کبھی سورج کے سامنے جھکے اور کبھی چاند
کے۔ کبھی تاروں کو خدا کا شریک بنایا اور کبھی مورتیوں کو۔ بعضوں نے انبیاء علیہم
السلام کو اللہ تعالیٰ کا شریک بنایا۔ جیسے یہودی اور عیسائی ہیں یہودیوں نے حضرت
عزیز علیہ السلام کو اللہ کہا اور عیسائیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو کبھی خدا کہا۔
اور کبھی خدا کا بیٹا۔ اس پر ہی صبر نہ کیا بلکہ اقوام عالم کو اس امر کے ماننے کی دعوت
شروع کر دی۔ اور خلق کثیر کو مختلف دھوکوں اور فریبوں سے گمراہ کیا۔ مملکت
پاکستان جو کہ ایک اسلامی ریاست ہے۔ اور اس کے حصول کا مقصد ہی اللہ تعالیٰ
کے قرآن اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کا نفاذ ہے میں بھی اس فتنہ نے سر
اٹھایا جیسا کہ اخبارات سے ظاہر ہے۔ بعض احباب کے اصرار پر عیسائیت کے
اس غلط فکر سے سادہ لوح مسلمانوں کو بچانے کے لیے یہ رسالہ تحریر کیا گیا۔ اللہ
تعالیٰ اسے قبول فرمائے۔ اور ذریعہ آخرت ہو۔ آمین یا الہ العالمین!

فصل اول

قرآن مجید نے حضرت مسیح علیہ السلام کے مقام اور ان کی حیثیت کو بالکل
واضح الفاظ میں بیان کیا ہے۔ اور عیسائیوں کے غلو کو بھی کھول کر بیان کیا ہے۔ اور
ساتھ ہی اس غلو کی تردید کے دلائل بھی بیان فرمائے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔
يا هاهل الكتب لا تغلوا في دينكم ولا تقولوا على الله الا الحق.
انما المسيح عيسى ابن مريم رسول الله وكلمته القاها الى مريم و

روح منه فامنوا بالله ورسوله ولا تقولوا ثلاثة انتهوا خيرا لكم انما الله
اله واحد مبعثه ان يكون له ولد له ما في السموات وما في الارض
و كفى بالله وكيلا۔ (سورہ النساء: ۱۷۱)

ترجمہ: اے اہل کتاب اپنے دین میں غلو نہ کرو۔ اور اللہ تعالیٰ پر سوائے حق
کے نہ کہو۔ عیسیٰ بیٹا مریم کا صرف اللہ تعالیٰ کا رسول اور اس کا کلمہ ہے۔ جو مریم کی
طرف ڈالا گیا ہے اور روح اس کی طرف سے ہے۔ پس اللہ کے ساتھ اور اس کے
رسولوں کے ساتھ ایمان لاؤ۔ اور تین خدات بناؤ۔ باز رہو۔ تمہارے واسطے
اچھا ہے۔ معبود صرف اللہ یکتا ہی ہے۔ وہ اس سے پاک ہے کہ اس کا بیٹا ہو۔
زمین اور آسمانوں کی ہر چیز اسی کی ملک ہے اور اللہ ہی کافی کار ساز ہے۔

ان آیات کے ترجمہ پر غور سے نظر کرنے سے یہ فوائد حاصل ہوتے ہیں۔
(۱) اہل کتاب اپنے دین میں غلو کرتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ پر سچی بات نہیں
کہتے۔ (۲) عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے رسول اور اسی کا کلمہ اور اسی کی پیدا کردہ
روح ہیں۔ (۳) تثلیث کا قائل نہ ہونا چاہیے کیونکہ خدا تعالیٰ واحد و یکتا ہے۔
(۴) زمین و آسمان میں اسی کا حکم نافذ ہے۔ اور ہر چیز اس کی ملک۔

کتاب کے پڑھنے والوں کو آگے ہر چیز واضح ہو جائے گی۔ کہ یہ حقائق
بالکل حق ہیں۔ اور مسیح علیہ السلام کا مرتبہ اس سے بڑھ کر ذرا بھی نہیں۔ اور اسی کی
تعلیم انھوں نے دی جیسا کہ آگے چل کر بیان ہوگا مگر عیسائیوں نے مسیح علیہ السلام
کے متعلق غلو کیا۔ اور انہیں خدائی میں شریک کر کے کبھی خدا تعالیٰ۔ اور کبھی خدا کا
بیٹا کہہ دیا۔ مگر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس سے پاک ہے کہ اس کا بیٹا ہو
اور اللہ تعالیٰ پاک ہے کہ کوئی اس کا شریک ہو۔ یہ دونوں باتیں بالکل واضح ہیں۔
چونکہ زمین اور آسمان کی ہر شے کا وہی خالق ہے۔ لہذا وہی مالک ہے۔ اگر کوئی

کسی چیز کا مالک بادی النظر میں آتا ہے۔ تو وہ نیا بتا ہے نہ کہ اصالتاً۔ دنیا میں اگر
کسی کے پاس کچھ ہے۔ تو وہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کا ہے۔ چنانچہ مسیح علیہ السلام
کا مقولہ ہے۔ ”میرے باپ کی طرف سے مجھے سب کچھ سونپا گیا۔ متی ۱۱/۲۷ میں
تم سے سچ کہتا ہوں کہ بیٹا آپ سے کچھ نہیں کر سکتا۔ یوحنا ۱۵/۱۹ اگر کوئی شریک ہوتا
تو وہ ذاتی طور مالک بھی ہوتا۔ مگر کوئی نہیں۔ جو کسی شے پر ہاتھ رکھ کر بتائے کہ یہ
فلاں چیز فلاں کی بنائی ہوئی ہے۔ جب خالق ایک ہے۔ تو مالک بھی ایک ہے۔
لہذا اس کا کوئی شریک نہیں۔ جس میں جو کچھ ہے۔ وہ اس کی عطا ہے۔ باقی بیٹا ہوتا
وہ بھی ایک عیب ہے۔ کیونکہ بیٹا اس لیے ہوتا ہے کہ کسی مصیبت کو دور کرنے کے
کام آئے۔ یا باپ کی وفات کے بعد اس سے باپ کا نام باقی رہے۔ جب وہ صمد
اور غنی ہے کہ اسے کسی چیز کی ضرورت نہیں۔ اور جب اسے فنا بھی نہیں۔ تو پھر بیٹا
ہونا کس لیے، اگر خدا تعالیٰ کے لیے یہ خوبی ہے کہ اس کا کوئی بیٹا ہو۔ تو پھر ایک
کیوں؟ اور اگر خوبی نہیں۔ تو پھر ایک بھی کیوں؟ کوئی عیسائی اس بات کا جواب
تسلی بخش نہیں دے سکتا۔ مخلوق کو دوسرا خدا بنانے کی ضرورت ہی کیا ہے؟ جبکہ وہ
ہی کافی کار ساز ہے۔ دنیا بھر تمام انبیاء علیہم السلام و اولیائے عظام اسی کی درگاہ
سے بھیک مانگتے ہیں۔ اور اسی کو اپنا فخر سمجھتے ہیں کہ ہماری جبین اللہ تعالیٰ کی درگاہ
میں جھکی ہوئی ہے خود مسیح علیہ السلام جس کے متعلق پادریوں نے یہ شور مچایا ہوا ہے
کہ وہ خدا اور خدا کا بیٹا ہیں۔ اسی خدا سے در یوزہ گری فرما رہے ہیں اور امت کو
تعلیم فرماتے ہیں کہ اندھیری کوٹھڑیوں میں جا کر اللہ تعالیٰ قادر مطلق سے دعا
کرو۔ وہ تمہاری ضرورتیں پوری کرے گا۔ کہیں نہیں فرمایا کہ مجھ سے مانگو میں قادر
مطلق ہوں تمہیں دوں گا۔ چنانچہ یوحنا ۲۳/۴ میں ہے سچے پرستار باپ کی پرستش
روح اور سچائی سے کریں گے۔ کیونکہ باپ اپنے لیے ایسے ہی پرستار ڈھونڈتا

ہے۔ خدا روح ہے۔ ضرور ہے کہ اس کے پرستار روح اور سچائی سے پرستش کریں۔ متی ۲۶/۳۹ پھر ذرا آگے بڑھا اور منہ کے بل گر کر یوں دعا کی کہ میرے باپ اگر ہو سکے تو یہ پیالہ مجھ سے نکل جائے، قادر مطلق صرف وہی ہے۔ باقی سب مخلوق اس کی عطا سے اس کے ارادے کے ماتحت اور اس کے اذن سے کسی کو کچھ دے سکتی ہے۔ وگرنہ نہیں۔ لہذا سوائے ایک خدا کے باقی کوئی حق نہیں رکھتا کہ وہ معبود بن سکے۔ اسی لیے صرف قرآن مجید میں ہی نہیں۔ بلکہ عہد نامہ قدیم و جدید میں بھی یہ مضمون کھلم کھلا ہے کہ ایک واحد لا شریک کی عبادت کرنی چاہیے۔ اور اس کی ذات و صفات اور عبادت میں کسی کو شریک نہ بنایا جائے۔ دلائل حسب ذیل ہیں۔

۱۔ خروج ۵۲۳/۲۰ میرے حضور میں تو غیر معبودوں کو نہ ماننا۔ تو اپنے لیے کوئی تراشی ہوئی صورت نہ بنانا۔ نہ کسی چیز کی صورت بنانا جو اوپر آسمان میں یا نیچے زمین پر یا زمین کے نیچے پانی میں ہے۔ تو ان کے سامنے سجدہ نہ کرنا۔ نہ ان کی عبادت کرنا کیونکہ میں خداوند تیرا خدا غیور خدا ہوں۔

۲۔ خروج ۲۳/۲۰ تم میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا۔ یعنی چاندی یا سونے کی دیوتا اپنے لیے نہ گھڑ لینا۔

۳۔ استثنا ۱۰/۱۱۳ اگر تیرا بھائی یا تیری ماں کا بیٹا یا تیرا بیٹا یا بیٹی یا تیری ہم آغوش بیوی یا تیرا دوست جس کو تو اپنی جان کے برابر عزیز رکھتا ہے۔ تجھ کو چپکے چپکے پھسلا کر کہے۔ کہ چلو ہم اور دیوتاؤں کی پوجا کریں جن سے تو اور تیرے باپ دادا واقف بھی نہیں۔ تو اس پر اس کے ساتھ رضا مند نہ ہونا۔ اور نہ ان کی بات سننا۔ تو اس پر ترس بھی نہ کھانا۔ ان کی رعایت بھی نہ کرنا۔ اور نہ اسے چھپاتا۔ بلکہ تو اسے ضرور قتل کرنا۔ اور اس کے قتل کرتے وقت پہلا ہاتھ تیرا پڑے۔

۴۔ سموئیل ۲/۲ خداوند کی مانند کوئی قدوس نہیں کیونکہ تیرے سوا اور کوئی ہے ہی نہیں۔

۵۔ یسعیاہ ۴۳/۱۰ مجھ سے پہلے کوئی خدا نہ ہوا۔ اور میرے بعد کوئی نہ ہوگا۔ میں ہی یہوداہ ہوں۔ میرے سوا کوئی بچانے والا نہیں۔

۶۔ یسعیاہ ۴۴/۷ میں ہی اول اور میں ہی آخر ہوں۔ اور میرے سوا کوئی خدا نہیں۔

۷۔ یسعیاہ ۴۴/۸ کیا میرے سوا کوئی اور خدا ہے؟ نہیں

۸۔ مرقس ۲۹، ۳۰، ۱۲۔ یسوع نے جواب دیا کہ اول یہ ہے اے اسرائیل کہ خداوند ہمارا ایک ہی خداوند ہے۔

۹۔ مرقس ۳۲، ۳۳، ۱۲/۱۲ فقیہ نے کہا۔ اے استاد! بہت خوب، تو نے سچ کہا کہ وہ ایک ہی ہے۔ اور اس کے سوا کوئی نہیں۔

۱۰۔ لوقا ۴/۸ تو خداوند اپنے خدا کو سجدہ کر۔ اور صرف اس کی عبادت کر۔

پڑھنے والے حضرات مندرجہ بالا حوالہ جات کو پڑھ کر قرآن مجید کے سابقہ مذکورہ بیان کو ملاحظہ فرمائیں گے کہ تمام انبیاء علیہم السلام نے یہی تعلیم دی ہے کہ اللہ تعالیٰ واحد لا شریک ہے۔ صرف اسی کی عبادت کرنی چاہیے کوئی بت۔ انسان۔ نبی ذاتی طور پر یہ استعداد ہی نہیں رکھتا کہ خدا تعالیٰ کی عبدیت کو چھوڑ کر اپنی الوہیت کی دعوت دے۔ کیونکہ تمام مخلوق اسی الہ العلمین کی محتاج ہے۔ اپنے کسی کمال میں وہ خود مختار نہیں۔ لہذا وہ قابل پرستش ہو نہیں سکتے۔ چنانچہ قرآن مجید نے الوہیت مسیح کے رد میں فرمایا کہ مسیح علیہ السلام اور ان کی ماں روٹی کھایا کرتے تھے۔ تو جو روٹی کھائے۔ وہ تو کھانے کا محتاج ہوا۔ اور جو محتاج ہے وہ اپنی حاجت کے لیے دوسرے کے پاس جائے گا۔ لہذا وہ قادر مطلق کسی طرح بھی نہ ہوگا لیکن پادریوں

اور منادوں نے مختلف شکوک پیش کئے کہ فلاں فلاں سبب سے مسیح علیہ السلام میں الوہیت آگئی۔ لہذا ہمارا فرض ہے کہ ہم ان شکوک کا ازالہ کریں تاکہ ناظرین سمجھ جائیں کہ مخلوق کسی بھی سبب سے خدا نہیں بن سکتی۔

فصل دوم

اس سے پہلے کہ پادریوں کے شکوک دفع کئے جائیں۔ عیسیٰ علیہ السلام کو انجیلی رو سے ناظرین کے سامنے پیش کیا جاتا ہے۔ تاکہ حقیقت اچھی طرح سمجھ میں آجائے۔

(۱) مسیح علیہ السلام ذاتی طور پر عالم الغیب نہ تھے۔ متی ۸/۲۱۔ اور جب صبح کو پھر شہر کو جا رہا تھا۔ اسے بھوک لگی۔ اور راہ کے کنارے انجیر کا درخت دیکھ کر اس کے پاس گیا۔ اور پتوں کے سوا اس میں کچھ نہ پایا۔ اور یہی مضمون مرقس ۱۱/۱۳ میں ہے۔ ان دونوں حوالوں سے ثابت ہوا کہ مسیح علیہ السلام کا علم محیط نہ تھا۔ جس کا علم ذاتی طور پر محیط نہ ہو۔ وہ اللہ نہیں کہلا سکتا۔

(۲) مسیح علیہ السلام قادر مطلق بھی نہ تھے۔ یوحنا ۵/۱۴ بیٹا آپ سے کچھ نہیں کر سکتا۔ اور متی ۱۴/۲۸ میں ہے کہ خدا کی روح کی مدد سے کام کرتا ہوں۔

(۳) مسیح جی و قیوم نہیں کیونکہ پہلے وہ دنیا میں نہ تھا۔ اور پھر وہ صلیب پر سولی دیا گیا۔ اناجیل اربعہ۔

(۴) مسیح سوتا تھا۔ لوقا ۲۳/۸ کشتی میں سوار تھا۔ اور وہیں سو گیا۔

(۵) مسیح نے ختنہ کرایا۔ لوقا ۲/۳۱

(۶) مسیح علیہ السلام نے رورو کر دعائیں مانگیں۔ متی ۲۶/۴۶۔

اب خیال فرماؤ کہ جو نہ تو علم محیط ذاتی طرز پر رکھے۔ اور نہ ہی قدرت ذاتی

طور پر رکھے اور جو سوئے۔ اور ختنہ کرائے۔ اور صلیب پر کھینچا جائے۔ اور اس وقت کے ٹالنے کے لیے رورو کر دعائیں مانگے۔ کیا وہ کبھی اپنے آپ کو خدا کہہ سکتا ہے۔ یا ایسی تعلیم دے سکتا ہے کہ تم مجھے خدا یا خدا کا بیٹا کہو۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں سورہ المائدہ میں فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن مسیح علیہ السلام کو (عیسائیوں پر حجت ثابت کرنے کے لیے) کہیں گے۔ کہ کیا تو نے کہا تھا کہ مجھے اور میری ماں کو دو خدا بنا لو۔ وہ اپنی بریت ظاہر فرمائیں گے کہ میں وہ کلمہ کیسے کہہ سکتا ہوں جس کے میں لائق نہیں۔ میں نے تو وہی کہا جو تو نے مجھے حکم دیا۔ تو ثابت ہوا کہ یہ مسئلہ رفع مسیح علیہ السلام الی السماء کے بعد گمراہوں نے اختراع کیا۔ ورنہ اصل تعلیم وہی تھی جس پر قرآن شریف اور عہد نامہ قدیم و جدید سے دلائل بیان ہوئے ہیں۔

عیسائیوں کے شبہات کا ازالہ

شبہ نمبر ۱۔ اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کو انجیل میں اپنا بیٹا قرار دیا ہے۔ ازالہ۔ عہد نامہ قدیم و جدید میں استعارہ کا بہت زیادہ استعمال ہے۔ کہیں یوروشلیم کو خدا کی زوجہ قرار دیا ہے کہیں موسیٰ علیہ السلام کو فرعون کا خدا قرار دیا ہے۔ جیسا کہ آگے بیان ہوتا ہے۔ اسی طرح استعارہ کے رنگ میں یہ بھی ہے۔ اور خاص مسیح علیہ السلام کے متعلق نہیں۔ بلکہ ہر استعبار اور نیک کے لیے ہے۔ ۱۔ پیدائش ۲/۶ اور بعد میں جب خدا کے بیٹے انسان کی بیٹیوں کے پاس گئے۔

۲۔ ہوسیع ۱/۱۱ جب اسرائیل بھی بچہ ہی تھا۔ میں نے اس سے محبت رکھی اور اپنے بیٹے کو مصر سے بلایا۔

۳۔ توارخ ۶/۲۸ سلیمان میرے گھر اور بارگاہوں کو بنائے گا۔ کیونکہ میں

ازالہ۔ اگر مسیح علیہ السلام بے باپ پیدا ہوئے۔ تو آدم علیہ السلام تو بغیر باپ اور ماں کے تھے۔ جیسا کہ پیدائش ۲/۷ سے ثابت ہے اور ملک صدق شالیم بھی بغیر ماں اور باپ کے تھا۔ اور مسیح کے مشابہ ۳/۷ مہیر شاہ لال عماش نیز بھی اسی طرح پیدا ہوا۔ یسعیاہ ۱۴/۷ اور پھر خدا تعالیٰ تو قادر مطلق ہے۔ متی ۳/۹ میں ہے کہ خدا تعالیٰ پتھروں سے اولاد پیدا کر سکتا ہے۔

برسات کے موسم میں دیکھو کہ اللہ تعالیٰ ہزار ہا جانور بغیر باپ اور ماں کے پیدا کرتا ہے۔

میں بحیثیت مسلمان مانتا ہوں کہ مسیح علیہ السلام بغیر باپ کے تھے اور اللہ تعالیٰ نے اپنی کمال قدرت سے انہیں پیدا فرمایا۔ مگر یہ کمال تو مولیٰ تعالیٰ کا ہے۔ عیسیٰ علیہ السلام پر تو یہی الزام کا سبب بن گیا۔ اور قرآن مجید میں بڑے زور سے اس الزام کی تردید کی گئی۔ اور مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی پاکیزگی بیان کی گئی۔ اور عیسیٰ علیہ السلام کا وہ مقولہ پورا ہوا جو انجیل بر بناس میں ہے کہ جب وہ روح حق آئے گا۔ تو مجھے بے گناہ ٹھہرائے گا۔ اگر کسی کا بے باپ ہونا اس کی الوہیت اور ابنیت کی دلیل ہے۔ تو پھر آدم و حوا ملک صدق شالیم۔ مہیر شاہ لال عماش بڑا اور سینکڑوں فرشتوں اور کیڑوں کو بھی اللہ قرار دو۔ پھر ایک مسیح علیہ السلام کی کیا خصوصیت؟

شبہ سوم۔ مسیح علیہ السلام نے مردوں کو زندہ کیا۔ لہذا وہ اللہ ہیں۔
ازالہ۔ پیچھے میں انجیل سے ثابت کر چکا ہوں کہ مسیح علیہ السلام قادر مطلق نہیں تھے۔ اور وہ جو کچھ دکھاتے تھے۔ وہ اللہ تعالیٰ کے اذن اور اجازت سے اور دعا کے ذریعہ جیسا کہ متی ۱۲/۲۸ میں ہے۔ اگر میں خدا کی روح کی مدد سے بد روحوں کو نکالتا ہوں تو خدا کی بادشاہی تمہارے پاس آ پھنپی۔ اور لعزر کو دعا کے

نے اسے جن لیا ہے کہ وہ بیٹا ہو۔ اور میں اس کا باپ ہوں گا۔
۴۔ زبور ۸۲/۱ خدا کی جماعت میں خدا موجود ہے۔ وہ انھوں نے درمیان عدالت کرتا ہے۔

۵۔ سموئیل ۱۲ تا ۱۴/۱ وہی میرے نام کا ایک گھر بنائے گا۔ اور میں اس کی سلطنت کا تخت ہمیشہ کے لیے قائم کروں گا۔ اور میں اس کا باپ ہوں گا۔ اور وہ میرا بیٹا ہوگا۔

۶۔ متی ۵/۹ مبارک ہیں وہ جو صلح کراتے ہیں کیونکہ وہ خدا کے فرزند کہلائیں گے۔

۷۔ یوحنا ۱۰/۳۴ یسوع نے انہیں جواب دیا۔ کیا تمہاری شریعت میں یہ نہیں لکھا کہ میں نے کہا تم خدا ہوئے۔

۸۔ خروج ۴۲/۱۴ اسرائیل میرا بیٹا بلکہ پلوٹھا ہے۔

۹۔ خروج ۱/۷ فرعون کے لیے گویا ٹھہرا۔

۱۰۔ یوحنا ۳/۱۷ ہمیشہ کی زندگی یہ ہے کہ وہ تجھ خدا واحد برحق کو اور یسوع مسیح کو جسے تو نے بھیجا ہے۔ جانیں

ان حوالہ جات سے معلوم ہوا۔ کہ اللہ تعالیٰ نے یعقوب، موسیٰ، سلیمان بلکہ ہر راستباز کو اپنا بیٹا قرار دیا ہے۔ اور ہمیشہ کی زندگی صرف خدا واحد برحق کو ماننا اور مسیح علیہ السلام کو اس کا رسول ماننا ہے۔ حیرانگی ہے کہ عیسائیوں نے مسیح علیہ السلام کی تعلیم کے برخلاف آپ کو خدا تعالیٰ کا بیٹا تو کہا اور رسول نہیں کہتے حالانکہ رسول کا مرتبہ بلند ہے۔ اور خدا کا بیٹا کہلوانا تو بروئے بائبل ہر راستباز کا حق ہے۔

شبہ دوم۔ مسیح علیہ السلام بے باپ پیدا ہوا۔ اس لیے خدا تعالیٰ کا فرزند ہے۔

ذریعہ زندہ کیا گیا۔ یوحنا ۱۱/۳۱ پھر یسوع نے آنکھیں اٹھا کر کہا۔ اے باپ! تیرا میں شکر کرتا ہوں کہ تو نے میری سن لی۔

ان دونوں حوالوں سے ثابت ہوا کہ مسیح علیہ السلام روح القدس اور دعا کے ذریعہ مردہ زندہ کیا کرتے تھے۔ ذاتی طور پر ان میں یہ قابلیت نہ تھی۔ اور یہ صفت سوائے رب کریم کے دوسرے میں آسکتی ہی نہیں۔ اور عطائی طور پر اللہ تعالیٰ نے دوسرے انبیاء علیہ السلام کو بھی یہ صفت عطا کی۔ جیسا کہ مندرجہ ذیل حوالوں سے ثابت ہے۔

۱۔ سلاطین اول ۲۳/۱۷ خداوند نے ایلیاہ کی فریاد سنی۔ اور لڑکے کی جان اس میں پھر آگئی۔ اور وہ جی اٹھا۔

۲۔ سلاطین دوم ۳۲/۳ جب السبع اس گھر میں آیا۔ تو دیکھا وہ لڑکا مرا ہوا اس کے پلنگ پر پڑا ہوا تھا..... بچے نے آنکھیں کھول دیں۔

۳۔ ۲۱/۱۳ سلاطین دوم اور وہ شخص السبع کی ہڈیوں سے ٹکراتے ہی جی اٹھا۔ اور اپنے پاؤں پر کھڑا ہو گیا۔

۴۔ خرقیل ۱۰/۳۷ پس میں نے حکم کے مطابق نبوت کی۔ اور ان میں دم آیا اور وہ زندہ ہو کر اپنے پاؤں پر کھڑی ہوئیں۔

۵۔ اعمال ۸/۲۰ پولوس رسول نے مردہ زندہ کیا۔ جو کھڑکی سے گر گیا تھا۔

اب جبکہ ایلیاہ اور السبع۔ خرقیل اور پولوس نے مردے زندہ کئے۔ تو پھر مسیح علیہ السلام کو مردہ زندہ کرنے کی صفت سے خدا مان لینا۔ اور دیگر انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تو درکنار نیک اور بے عیب بھی نہ ماننا تعجب نہیں تو اور کیا ہے؟ شبہ چہارم۔ عیسیٰ علیہ السلام اپنے آپ کو سجدہ کرواتے تھے۔ جیسا کہ

زبدی کے بیٹوں نے کہا۔ اگر وہ خدا نہ تھے۔ تو انہیں سجدہ کیسے جائز ہوا؟ ازالہ۔ پہلی کتابوں میں سجدہ ایک تعظیسی فعل ہے۔ جو بزرگوں سے کیا جاتا تھا۔ اس سے الوہیت ثابت نہیں ہو سکتی۔ جبکہ مسیح علیہ السلام نے واشگاف طور پر اپنے آپ کو روح اور جسم قرار دیا۔ اور خدا واحد کو صرف روح کہا۔ جیسا کہ انا جیل سے ثابت ہے۔ اور اپنے تمام کمالات کو باپ کی طرف منسوب کیا۔ اور کہا جو کچھ ہے۔ باپ کا ہے۔ بیٹا کا کچھ بھی نہیں۔ تو پھر کس طرح مان لیا جائے کہ صرف سجدہ کروانے سے وہ خدا بن جائیں دیکھ قرآن مجید میں ثابت ہے۔ کہ فرشتوں نے آدم علیہ السلام کو سجدہ کیا۔ اور حضرت یعقوب علیہ السلام اور ان کی بیوی اور بیٹوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کو سجدہ کیا۔ باوجود ثبوت سجدہ کے قرآن مجید نے آدم اور یوسف علیہما السلام کی رسالت ہی ثابت کی۔

اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی یہ تعظیم ہی قرار دی جائے گی۔ اس سے الوہیت ثابت نہیں ہو سکتی۔ دیکھو دانیال کے سامنے بنو کد نضر نے منہ کے بل گر کر سجدہ کیا۔ دانیال ۲/۲۶ اور روت نے بوعاز کے سامنے سجدہ کیا۔ روت ۱۰/۲ ایسا ہی کوشی نے یوآب کو سجدہ کیا۔ ۲ سموئیل۔ تو کیا دانیال، بوعاز۔ یوآب کو عیسائی خدا مان لیں گے۔ یہ تو بڑی مصیبت کا مقام ہوگا کہ آگے تو صرف تین خدا مانے تھے۔ اب دوسرے بھی اس میں دخیل ہوئے۔

شبہ پنجم۔ مسیح علیہ السلام کی قدرت سے اس کے حواریوں نے مردے زندہ کیے۔

ازالہ۔ یہ بھی غلط ہے۔ کیونکہ مسیح علیہ السلام کی صلیب کے وقت تو سب حواری بھاگ گئے تھے۔ اور آپ کو بے یار و مددگار چھوڑ گئے تھے۔ صرف چند عورتیں رہ گئیں۔ جو دور سے کھڑی دیکھ رہی تھیں۔ اور جب مسیح قبر سے جی اٹھا۔

بقول انا جیل اربعہ۔ تو پھر مسیح علیہ السلام نے انہیں بار بار یقین دلایا۔ کہ مجھے دیکھو میں ہی ہوں۔ مگر انہیں اس پر بھی تسلی نہ ہوئی۔ اور پھر آپ نے فرمایا کہ میں اب جاتا ہوں۔ اور تم پر روح القدس نازل ہوگا۔ اور وہ تمہیں برکت سے معموز کرے گا۔ اس کے بعد حواری کرامات دکھانے لگے۔ دیکھو یوحنا ۲۵ تا ۱۴/۱۲ اور اعمال میں ہے۔ مگر تھوڑے دنوں کے بعد روح القدس سے ہتسمہ پاؤ گے۔ اعمال ۱/۵۔ تو ثابت ہوا کہ مسیح علیہ السلام کی زندگی میں تو حواری کم اعتقاد رہے جیسا کہ انجیل میں لکھا ہے۔ اے کم اعتقادو! اگر تم میں رائی کے دانہ بھرا ایمان ہو۔ تو اگر پہاڑ کو کہو۔ تو وہ اپنی جگہ سے ٹل جائے۔ متی ۸/۱۶۔ ۲۰/۱۷ اور مسیح علیہ السلام کی زندگی میں حواریوں نے کوئی عجیب کام نہیں دکھایا۔ تو اب یہ دعویٰ کرنا کہ مسیح علیہ السلام نے انہیں قدرت دی۔ یہ غلط ہے۔ بلکہ روح القدس کی برکت سے جو انہیں اللہ نے دی تھی۔ وہ فیض یاب ہوئے۔ اسی لیے مسیح علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ میں جو کچھ کرتا ہوں روح کی مدد سے کرتا ہوں۔ اور بیٹے کے متعلق گستاخی تو معاف ہو سکتی ہے۔ مگر روح القدس کے گستاخ کی کبھی بھی بخشش نہ ہوگی۔ لوقا ۱۲/۱۰

اللہ تعالیٰ نے اپنے آخری پیغام قرآن مجید میں بالکل واضح طور پر بیان فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ ایک ہے۔ بے نیاز ہے۔ اس کی اولاد نہیں۔ اور وہ کسی کی اولاد نہیں۔ اور اس کا کوئی کنبہ اور برادری نہیں۔ وہی جی و قوم ہے۔ سونا نہیں۔ اس کو اونگھ تک نہیں آتی۔ زمین اور آسمانوں میں اسی کی حکومت ہے۔ اس کے سامنے اس کے اذن کے سوا کوئی سفارش نہیں کر سکتا۔ اور کوئی اس کے علم محیط کو گھیر نہیں سکتا۔ ہاں جتنا چاہے۔ اس کی حکومت آسمانوں اور زمین کو گھیرے ہوئے ہے۔ اور وہی سب سے بڑا اور عظمت والا ہے۔ نبیوں میں سے کسی کو حق نہیں پہنچتا کہ وہ لوگوں کو

کہیں کہ ہماری عبادت کریں۔ یا خدا کے سوا کسی اور کو خدا بنائیں۔ مسیح علیہ السلام بھی پہلے رسولوں کی طرح رسول تھے۔ اور ان کی ماں سچی تھیں۔ وہ ماں اور بیٹا دونوں کھانا کھایا کرتے۔ قرآن مجید نے توحید باری تعالیٰ کو بالکل صاف صاف بیان کیا ہے اور کہیں بھی ایسا استعارہ استعمال نہیں کیا کہ جہاں سے ثابت ہو۔ کہ کوئی نبی علیہ السلام اللہ تعالیٰ کا شریک بیٹایا جڑ ہو سکتا ہے۔ اور کہیں بھی یہ نہیں فرمایا کہ میرا محبوب محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام جو کہ مظہر کمالات صمدیہ ہیں۔ وہ میرے بیٹے یا شریک ہیں۔ بلکہ فرمایا کہ اگر زمین اور آسمانوں میں متعدد خدا ہوتے۔ تو فساد برپا ہو جاتا۔ اور نظام عالم قائم نہ رہ سکتا۔

خاتمہ

مسیح علیہ السلام نے اپنے آپ کو بحیثیت نبی پیش کیا۔ اور حواریوں نے بھی انہیں نبی مانا۔ اور انھوں نے معجزے دکھائے تو لوگوں نے بھی انہیں ایک عظیم الشان نبی کہہ کر پکارا۔ چنانچہ جب عیسیٰ علیہ السلام نے ایک بیوہ کے لڑکے کو زندہ کیا۔ تو سب ڈر گئے۔ اور خدا تعالیٰ کی تعریف کر کے بولے۔ کہ بڑا نبی ہم میں پیدا ہوا۔ لوقا ۱۱ تا ۱۶/۷ اور یوحنا ۱۳/۶ میں ہے۔ پس جو معجزہ اس نے دکھایا۔ وہ لوگ اسے دیکھ کر کہنے لگے۔ جو نبی دنیا میں آنے والا تھا۔ فی الحقیقت یہی ہے۔ اور یوحنا ۱/۹ انھوں نے پھر اس اندھے سے کہا کہ اس نے جو تیری آنکھیں کھول دیں۔ تو اس کے حق میں کیا کہتا ہے؟ اس نے کہا۔ وہ نبی ہے۔ اور عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے آپ کو نبی مانا۔ جیسا کہ لوقا ۱۳/۳۳ میں ہے۔ نہیں ہو سکتا کہ نبی یوروشلیم کے باہر ہلاک ہو۔ اور ایسا ہی متی ۵/۱۳۔ لوقا ۲۴/۴۔ یوحنا ۴/۴ اور مرقس ۶/۴ میں ہے۔ کہ نبی بے عزت نہیں۔ مگر اپنے وطن میں۔ اور یہ اپنے متعلق کہا۔ اور حواریوں نے بھی نبی ہی مانا۔ چنانچہ لوقا ۱۹/۲۴ پر ہے۔ یسوع

ناصری کے ماجرے جو نبی تھا۔

اب ذرا متی ۲۲ تا ۲۷ / پڑھو۔ جو مجھ سے اے خداوند۔ اے خداوند کہتے ہیں۔ ان میں سے ہر ایک خدا کی بادشاہی میں داخل نہ ہوگا۔ مگر وہی جو میرے آسمانی باپ کی مرضی پر چلتا ہے۔

اس دن بہترے مجھ سے کہیں گے۔ کیا ہم نے تیرے نام سے نبوت نہیں کی۔ اور تیرے نام سے بدوحوں کو نہیں نکالا۔ اور تیرے نام سے بہت معجزے نہیں دکھائے؟ اس وقت میں ان سے صاف کہہ دوں گا کہ میری کبھی تم سے واقفیت ہی نہ تھی۔ اے بدکارو! میرے پاس سے چلے جاؤ۔

معلوم ہوا۔ جو آسمانی باپ کی مرضی پر چلے۔ وہ مسیح کا ہے اور جو آسمانی باپ کی مرضی پر نہیں چلتا۔ خواہ وہ مسیحی ہونے کا دعویٰ کرے۔ وہ مسیح کا نہیں۔ بلکہ بدکار ہے۔ اور آسمانی باپ کی مرضی یہی ہے کہ اس کے سامنے دوسرا خدا نہ بنایا جائے اور کسی کے سامنے سجدہ نہ کیا جائے۔ اور اسی واحد برحق کے بھیجے ہوئے نبی اور رسول مسیح علیہ السلام کو مانا جائے۔ تو الحمد للہ مسلمان خدا کی اس مرضی پر چلتا ہے۔ اور مسیح علیہ السلام پر جو کنواری بتول مریم علیہا السلام سے پیدا ہوا۔ اور تین سال قوم کو اللہ تعالیٰ کی توحید کا درس دیتا رہا۔ و پھر بغیر مصلوبی کے آسمان کی طرف اٹھایا گیا۔ اور اخیر زمانہ میں نازل ہو کر شریعت محمدیہ علیہ تحیۃ والثناء کی اشاعت فرمائے گا۔ پورا پورا ایمان لاتا ہے اور دائمی نجات کا حقدار ہے۔

باپ کی مرضی شریعت پر عمل کرنا ہے۔

متی ۱۷-۲۰ / یہ نہ سمجھو کہ میں توریت یا نبیوں کی کتابوں کو منسوخ کرنے آیا ہوں۔ منسوخ کرنے نہیں۔ بلکہ پورا کرنے آیا ہوں کیونکہ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جب تک آسمان اور زمین ٹل نہ جائیں۔ ایک نقطہ یا ایک شوشہ توریت

سے ہرگز نہ ٹلے گا۔ جب تک سب کچھ پورا نہ ہو جائے۔ پس جو کوئی ان چھوٹے سے چھوٹے حکموں میں سے کسی کو توڑے گا۔ اور یہی آدمیوں کو سکھائے گا آسمان کی بادشاہی میں سب سے چھوٹا کہلائے گا۔ لیکن جو ان پر عمل کر لے گا اور ان کی تعلیم دے گا۔ وہ آسمان کی بادشاہی میں بڑا کہلائے گا۔

متی ۲۳/۳۰-۳۱۔ اس وقت یسوع نے بھیڑ سے اور اپنے شاگردوں سے یہ باتیں کہیں کہ فقیہ اور فریسی موسیٰ کی گدی پر بیٹھے ہیں۔ پس جو کچھ وہ تمہیں بتائیں۔ وہ سب کرو۔ اور مانو لیکن ان کے سے کام نہ کرو۔ کیونکہ وہ کہتے ہیں۔ اور کرتے نہیں۔ ایسا ہی متی ۲۳/۲۳ میں ہے کہ تمام شریعت پر عمل کیا جائے یہ نہیں کہ ایک پر عمل اور دوسری کو چھوڑ دیا جائے۔

یوحنا ۵/۱۸ اگر کوئی شخص میرے کلام پر عمل کرے گا۔ تو ابد تک کبھی موت نہ دیکھے گا۔

مرقس ۱۸ تا ۲۴ / ۱۰۔ نیک استاد! میں کیا کروں کہ ہمیشہ کی زندگی کا وارث بنوں۔ یسوع نے اس سے کہا۔ تو مجھے کیوں نیک کہتا ہے۔ کوئی نیک نہیں۔ مگر ایک یعنی خدا۔ تو ظلموں کو تو جانتا ہے۔ خون نہ کر۔ زنا نہ کر۔ چوری نہ کر۔ جھوٹی گواہی نہ دے۔ فریب دے کر نقصان نہ کر۔ اپنے باپ کی اور ماں کی عزت کر۔

لوقا ۶/۴۶۔ جب کہ تم میرے کہنے پر عمل نہیں کرتے۔ تو کیوں مجھے خداوند خداوند کہتے ہو۔ جو کوئی میرے پاس آتا اور میری باتیں سن کر عمل کرتا ہے۔ میں تمہیں جتنا ہوں کہ وہ کس کی مانند ہے وہ اس کی مانند ہے جس نے گھر بناتے وقت زمین گہری کھود کر چٹان پر بنیاد ڈالی۔

مندرجہ بالا کلام سے واضح ہو گیا کہ ابدی نجات شریعت پر عمل کرنے سے ہے۔ اور جو شریعت کو لعنت قرار دے کر چھوڑتا ہے۔ اس کی نجات نہیں۔ اسی کی

تائید قرآن مجید میں ہے۔ ”قسم ہے زمانہ کی انسان گھائے میں ہے۔ مگر جو ایمان لایا۔ اور اس نے نیک اعمال (شریعت کے مطابق) کئے۔ اور سچائی کی وصیت (تبلیغ) کی۔ اور صبر کی تلقین کی۔“ (العصر)

اے بنی آدم کر باندھ لو۔ اور آخری نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام جن کی بشارت حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دی تھی پر ایمان لا کر قرآن مجید کو دستور العمل بنا لو۔ کیونکہ تمام سماوی شریعت اس میں مندرج ہے تمہاری نجات ہو جائے گی۔

دینی بھائیوں سے اپیل

آخر میں اپنے دینی بھائیوں سے درد مندانہ اپیل کروں گا۔ کہ آپ دیکھ رہے ہیں کہ باطل کے پجاری کتنی بڑی بڑی قربانیاں کرتے ہیں۔ اور اپنے غلط نظریات کو پھیلانے میں ہر طرح کوشاں ہیں۔ کیا ہمارا حق نہیں کہ ہم اپنے رب کے دین حق کو پھیلانیں۔ اور اپنے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کی تبلیغ کریں۔ تبلیغ دینی مسلمان کا ہی فرض ہے اس لیے اٹھئے۔ اور اللہ تعالیٰ کا نام لے کر کر باندھ لیجئے۔ قرآن و سنت و اخلاق کا پرچار فرمائیے۔ اور اپنے بگڑتے ہوئے معاشرے پر قابو پا کر از سر نو اللہ کے دین کے سپاہی بن کر اسلام کی خدمت کیجئے۔ اللہ تعالیٰ آپ کا حامی ہو۔ اگر آپ نے انجمن تبلیغ اسلام کی معاونت فرمائی۔ تو انشاء اللہ یکے بعد دیگرے کفارہ۔ مسیح علیہ السلام کی صلیبی موت پر تبصرہ اور اسلام ہی سچا اور آخری مذہب ہے کے عنوان پر رسائل شائع کئے جائیں گے۔ و ما توفیقی الا باللہ ولا حول ولا قوة الا باللہ۔ و ما تشاؤون الا ان یشاء اللہ۔ و صلی اللہ علی حبیبہ محمد والہ وسلم۔

شکریہ

ان احباب اور اہل اسلام کا میں بے حد شکر گزار ہوں جنہوں نے مجھ جیسے

ہیچمدان اور کم ہمت انسان کو اس طرف متوجہ فرمایا کہ عیسائیت کے بڑھتے ہوئے سیلاب کی روک تھام چاہیے۔ اور مسلمانوں کی روز بروز اخلاقی پستی جو بڑھ رہی ہے۔ اس کا علاج کیا جائے۔ خصوصاً حضرت الحاج شیخ محمد حسین صاحب جو دینی تبلیغ میں کافی دسترس رکھتے ہیں۔ خاص شکریہ کے مستحق ہیں۔ جنہوں نے مجھے اس کام پر مجبور کر دیا۔ اب آپ حضرات کا فرض ہے کہ آپ عمل میں کوشش فرما کر اس نیک کام کی تکمیل کریں۔